ادبیات

غزل

از

جناب الم مظفر نگری

آلم گر دل حریفِ گردشِ ایام ہو جائے
سراپا زندگی فطرت کا ایک انعام ہو جائے

محبت کی قسم وہ سرفرازِ ہر دو عالم ہے
جو دیوانہ کہ اہلِ ہوش میں بدنام ہو جائے

لئے بیٹھا ہوں تاریکیٔ غم خانہ میں یہ حسرت
کوئی داغِ تمنا ہی چراغِ شام ہو جائے

کوئی نالہ ہو یا نغمہ محبت میں غنیمت ہے
جو ان تک جا کے دردِ عشق کا پیغام ہو جائے

چمن میں شبنم تر لالہ و گل روز پیتے ہیں
مرا پینا ہی پھر کیوں موردِ الزام ہو جائے

اگر مٹ جائے دل سے ہر خلش خارِ تمنا کی
تو یہ دنیا ہمیں اک منزلِ آرام ہو جائے

جبیں سجدے میں لیکن دل ہے محوِ جلوۂ باطل
پرستش کیا کہ جب ذوقِ پرستش خام ہو جائے

وہ اپنی منزلِ مقصود تک ہرگز نہ پہنچے گا
کہ جو آغاز ہی میں بیخودِ انجام ہو جائے

گھٹا بھی ہے چمن پرور ہوائیں بھی بہاریں بھی
کہو ساقی سے اب اعلانِ دورِ جام ہو جائے

مذاقِ بے نیازی ہے کہاں پابندِ رنگ و بو
جو آزادِ چمن ہے کیوں اسیرِ دام ہو جائے

بڑا رتبہ ہے غافل زندگی یاس پرور کا
وہی ہے کامیابِ عشق جو ناکام ہو جائے

حقیقت بانگِ نوشا نوش کی اس رند سے پوچھو
جسے عرفانِ آوازِ شکستِ جام ہو جائے

آلم کہنے کو یوں تو شعر کہہ لیتی ہے اک دنیا
مگر شاعر وہ ہے جو مرکزِ الہام ہو جائے